اس کا انتقال ہو گیا۔

قارئین کرام ہمیں ہیماڈ پنت کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اس نے خود تو چھاچھ لسی کا پیالہ پیا لیکن ہمارے لیے بابا کی لیلاؤں کی شکل میں امرت کا خاصا ذخیرہ (یعنی بابا کی یہ سوانح حیات) چھوڑ گیا۔ آیئے ہم اس امرت کے پیالوں پر پیالے پییں اور خوشی و اطمینان سے زندگی گزاریں۔

ایک طرف اور دوسری دوسری طرف ہوتی، کھانا کھانے بیٹھ جاتے۔ بھگت جو نوید لے کر آتے اپنی پلیٹوں کو جن میں طرح طرح کی کھانے کی چیزیں ہوتی جیسے پوریاں، مانڈے، باسندی، سانزا، اچھی قسم کے چاول وغیرہ اندر کی طرف بڑھادیتے اور باہر کھڑے انتظار کرتے رہتے تاکہ بابا انھیں پاک کرکے انھیں پرشاد سے نوازیں۔ ساری کھانے کی چیزوں کو ایک دوسرے میں ملا کر بابا کے سامنے رکھا جاتا۔ وہ ان سب کو خدا کو بھینٹ کرکے متبرک بناتے پھر اس کے حصے باہر انتظار کر رہے لوگوں میں تقسیم کیے جاتے اور جو باقی بچ جاتا وہ اندر بیٹھے ہوئے حضرات جن کے مرکز میں بابا خود بیٹھے ہوتے کو کھلایا جاتا۔ بابا کے دونوں طرف بیٹھے ہوئے بھگت اس کو پیٹ بھر کر کھاتے۔ بابا شاما اور نانا صاحب نمونکر کو روزانہ یہ متبرک کھانا اندر بیٹھے سب لوگوں کو کھلانے اور ان کی انفرادی ضرورتوں کو پورا کرنے اور ان کے آرام و آسائش کا خیال رکھنے کے لیے کہتے۔ یہ کام وہ خوشی سے اور بڑے دھیان سے انجام دیتے۔ اس غذا کا کھایا ہوا ہر نوالہ انھیں طاقت اور اطمینان عطا کرتا۔ ایسی متبرک اور خوش ذائقہ یہ غذا تھی۔ ہمیشہ مبارک اور متبرک و مقدس۔

متھے کا پرشاد

ایک دن ہیماڈ پنت نے اس غذا کو دوسروں کے ساتھ مل کر پیٹ بھر کے کھایا تھا کہ بابا نے اسے چھاچھ (متھا) کا پیالہ پینے کے لیے پیش کیا۔ اس کی سفیدی دیکھ کر پنت خوش تو ہوا لیکن اس کے پیٹ میں اب اس کے لیے جگہ نہ تھی۔ بہر حال اس نے ایک چسکی لی جو اسے بڑی مزیدار لگی۔ اس کے پس و پیش کو دیکھتے ہوئے بابا نے اس سے کہا:-

"اس سارے کو پی جاؤ اس کے بعد تمھیں اس کو پینے کا موقع نہیں ملے گا"۔ اس نے اسے پی لیا لیکن بابا کے یہ الفاظ ایک پیشن گوئی ثابت ہوئے کیوں کہ اس کے بعد جلد ہی

مسلمان ہوتے تو کانوں کو کیسے پڑوا سکتے اور ہندو مندروں کی مرمت پر اپنی جیب سے پیسا خرچ کرتے۔ اس کے برعکس وہ ہندو تیرتھ استھانوں اور دیوتاؤں کی بے احترامی ہرگز برداشت نہ کرتے تھے۔

ایک دفعہ ناناصاحب چندورکر اپنے ہم زلف مسٹر بنی والے کے ساتھ شرڈی آئے۔ جب وہ مسجد جاکر بابا کے سامنے بیٹھے گفتگو کر رہے تھے تو اچانک بابا ناناصاحب سے ناراض ہو کر ان سے یوں مخاطب ہوئے: "تم اتنے لمبے عرصے سے میری صحبت میں ہو پھر بھی کیسے تم ایسا کرتے ہو؟" پہلے تو ناناصاحب کو سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا بات ہے اس لیے اس نے بڑے ادب سے بابا سے وضاحت کرنے کی درخواست کی۔ بابا نے اس سے پوچھا کہ وہ کب کوپر گاؤں آئے اور وہاں سے وہ کس طرح شرڈی پہنچے۔ تب ناناصاحب کو اپنی غلطی کا ایکدم احساس ہوا۔ وہ شرڈی آتے ہوئے اکثر کوپر گاؤں میں گوداوری کے کنارے واقع داتا کے تیرتھ استھان کی پوجا کرتا۔ اس بار دیر ہو جانے کے ڈر سے اس نے اپنے رشتہ دار کو جو داتا کا بھگت تھا اس تیرتھ استھان کی طرف نہ جانے دیا اور سیدھے چلے آئے۔ اس نے اس ساری بات کا بابا کے سامنے اقرار کرتے ہوئے کہا کہ گوداوری ندی میں نہاتے ہوئے ایک بڑا کانٹا اس کے پاؤں میں چبھ گیا جس سے اسے بڑی تکلیف ہوئی۔ بابا نے کہا کہ وہ صرف ذراسی سزا تھی جو اسے اس غلطی کے لیے دی گئی۔ آئندہ اس بات کا خیال رکھنے کی بابا نے تنبیہ کی۔

نوید تبرک کی تقسیم

نوید کی تقسیم کی طرف لوٹتے ہوئے ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ جب آرتی ختم ہو جاتی اور بابا سب کو اودی اور دعاؤں کے ساتھ واپس بھیج دیتے تو وہ اندر جاکر پردے کے پیچھے ممبر کی طرف بیٹھ کر بھگتوں کی دو قطاروں کے ساتھ جن میں سے ایک ان کی

پیدا ہوتی ہے تو وہ اپنے ہاتھ سے بچے کی چٹکی بھر لیتی ہے اور جب وہ چیخنے چلانے لگتا ہے تو وہ اسے بھینچ کر چھاتی سے لگا لیتی ہے۔ اسی طرح بابا، ماں کی سچی محبت کی طرح، دادا کیلکر کے چٹکی بھرتے۔ یقیناً کوئی ست گورو یا سنت اپنے کٹر بھگت کو ممنوعہ غذا کھانے پر مجبور نہیں کریں گے۔

ہانڈی کا یہ سلسلہ **1910** تک اسی طرح چلتا رہا۔ اس کے بعد بند کر دیا گیا۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا داس گنو نے اپنے کیرتنوں کے ذریعے بابا کی شہرت بمبئی پریزیڈنسی میں دور دور تک پھیلا دی اور لوگ دور دور سے آکر شرڈی میں جمع ہونے لگے جس نے چند دنوں کے لیے زیارت گاہ کا درجہ حاصل کر لیا۔ بھگت طرح طرح کی چیزیں بھینٹ چڑھانے کے لیے اپنے ساتھ لانے لگے اور بہت سے پکوان نوید کے طور پر چڑھانے لگے۔ اس نوید کی مقدار اتنی زیادہ ہوتی کہ بھکاری اور فقیروں کے پیٹ بھر کے کھانے کے بعد بھی بہت سی بچ جاتی۔ نوید کس طرح سے تقسیم کیا جاتا تھا یہ بتانے سے پہلے ہم ناناصاحب چندورکر کی کہانی پیش کریں گے جس سے یہ واضح ہو گا کہ بابا مقامی زیارت گاہوں اور دیوی دیوتاؤں کا کس قدر احترام کرتے تھے۔

ناناصاحب کا ایک زیارت کا احترام نہ کرنا

اندازہ لگا کر یا قیاس کرتے ہوئے کچھ لوگوں کا کہنا تھا کہ بابا برہمن ہیں اور کچھ کے مطابق مسلمان۔ حقیقت میں وہ کسی ذات سے تعلق نہ رکھتے تھے کسی کو یقینی طور پر معلوم نہ تھا کہ وہ کب پیدا ہوئے کس طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور کون ان کے ماں باپ تھے۔ پھر وہ کس طرح مسلمان یا براہمن ہو سکتے تھے اور وہ مسلمان ہوتے تو وہ مسجد میں کس طرح دھونی کو ہر وقت جلائے رکھتے۔ وہاں کس طرح تلسی کا ورنداون ہوتا، کیسے شنکھ یا گھنٹیاں یا موسیقی بجاتے یا کس طرح ہندو پوجا پاٹھ کی رسمیں وہاں ادا کر سکتے۔ اگر وہ

جواب یہ ہے کہ جو لوگ گوشت کھانے کے عادی تھے ان کو گوشت والا کھانا ہانڈی سے پرساد کے طور پر دیا جاتا تھا اور جو اس کے عادی نہ تھے انھیں اس کو چھونے کی بھی اجازت نہ تھی۔ وہ ان میں ایسی خوراک کھانے کی چاہت یا خواہش بھی پیدا نہ ہونے دیتے۔ یہاں ایک تسلیم شدہ اصول یہ ہے کہ جب گورو کسی چیز کو پرشاد کے طور پر خود دیتا ہے تو وہ بھگت جو یہ شک کرتا ہے کہ کیا وہ قابل قبول ہے یا نہیں وہ تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کسی بھگت نے یہ اصول کس حد تک اپنے اندر جذب کر لیا ہے بابا کبھی کبھی اس کی آزمائش بھی کرتے۔ مثلاً ایک اکادشی کے دن انھوں نے دادا کیلکر کو کچھ روپے دے کر کہا کہ وہ رہالہ جا کر وہاں سے گوشت خرید لائے۔ دادا کیلکر ایک کٹر براہمن تھا اور وہ سارے آداب کی عمر بھر شدت سے پابندی کرتا رہا۔ اسے معلوم تھا کہ دولت، اناج اور کپڑوں کو ست گورو کی بھینٹ کرنا کافی نہ تھا بلکہ واضح طاعت شعاری اور فوری تعمیل حکم ہی دراصل دکشنا تھی جس سے خوشی حاصل ہوتی تھی۔ چنانچہ دادا کیلکر نے کپڑے پہنے اور جانے کے لیے چل پڑا۔ بابا نے جب اسے جاتے ہوئے دیکھا تو اسے واپس بلاتے ہوئے کہا "خود نہ جاؤ کسی اور کو بھیجو"۔ چنانچہ دادا نے اپنے نوکر پانڈو کو اس کام کے لیے روانہ کیا۔ اسے بھی جب بابا نے جاتے ہوئے دیکھا تو بابا کیلکر سے کہا کہ اسے واپس بلا لو اور اپنا پروگرام منسوخ کر دیا۔ ایک دوسرے موقع پر بابا نے دادا سے کہا کہ نمکین گوشت پلاؤ کو چکھ کر بتاؤ کہ کیسا بنا ہے؟ کیلکر نے ایک یونہی سا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وہ بالکل ٹھیک ہے۔ اس پر بابا نے اس سے پھر کہا: "تم نے نہ تو اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور نہ اپنی زبان سے چکھا ہے تو پھر تم یہ کیسے کہہ سکتے ہو کہ ٹھیک ہے۔ بس ذرا ڈھکن اٹھا کر دیکھو" یہ کہتے ہوئے بابا نے اس کا بازو پکڑ کر برتن میں ٹھونستے ہوئے پھر کہا: اپنا بازو نکالو اور اپنے دھرم کی پرواہ کیے بغیر اور بغیر زبان درازی کیے ڈوئی لے کر پلاؤ کی کچھ مقدار پلیٹ میں ڈالو"۔ جب ماں کے دل میں سچی محبت کی لہر

سب میں تقسیم کرنے کا ارادہ کرتے تو پھر شروع سے آخر تک کی سب تیاریاں خود کرتے۔ اس سلسلے میں وہ کسی پر بھروسا نہ کرتے اور نہ کسی کو تکلیف ہی دیتے۔ پہلے وہ بازار جا کر اناج آٹا، مسالے وغیرہ سب چیزیں نقد خریدتے۔ وہ پیسنے کا کام بھی کرتے اور پھر اس کے نیچے آگ جلا کر اوپر پانی کی مناسب مقدار سمیت ہانڈی چڑھاتے۔ ان کے پاس دو قسم کی ہانڈیاں تھیں ایک بڑی اور دوسری چھوٹی۔ ایک میں پچاس آدمیوں کا کھانا پکتا تھا اور دوسری میں سو آدمیوں کا۔ کبھی وہ میٹھے چاول بناتے اور کبھی پلاؤ گوشت۔ کبھی کبھی وہ ابلتے ہوئے سوپ یعنی شوربے میں گندم کے آٹے کے ٹھوس گیند جیسے یا چپٹے ٹکڑے ڈالتے۔ وہ مسالوں کو پتھر کی سل پر پیستے اور پھر اس پسے ہوئے مسالے کو ہانڈی میں ڈالتے۔ وہ کھانے کو ذائقہ دار بنانے کے لیے ہر طرح کی کوشش کرتے۔ وہ جوار کے آٹے کو پانی میں ابال کر اور پھر اس میں دودھ مکھن ملا کر اسے اکٹھا ابالتے ہوئے امبل تیار کرتے۔ کھانے کے ساتھ وہ اس امبل کو بھی سب میں تقسیم کرتے۔ یہ دیکھنے کے لیے کہ کھانا ٹھیک طرح بنا تھا کہ نہیں وہ اپنی قمیض کے بازو اوپر چڑھا کر ننگے بازو کو ابلتی ہوئی دیگ میں ڈالتے رتی بھر پرواہ کیے بغیر اور اس میں بن رہے کھانے کو اوپر نیچے یا دائیں بائیں ہلاتے۔ نہ تو ان کے بازو پر جلنے کا نشان ہوتا اور نہ ان کے چہرے پر کسی طرح کا کوئی کرب۔ جب کھانا تیار ہو جاتا تو بابا برتن مسجد میں منگواتے اور اس پر مسلمان مولوی سے دعا وغیرہ پڑھواتے۔ پہلے مہالاسپتی اور تاتیا پاٹل کو کچھ کھانا پرساد کے طور پر بھجواتے اور پھر باقی کا کھانا اپنے ہاتھوں سے غریب و مجبور لوگوں میں تقسیم کرتے جب تک کہ ان کی تشفی نہ ہو جاتی۔ وہ لوگ یقیناً بڑے خوش نصیب ہوں گے جن کو بابا کے ہاتھوں کا تیار کردہ اور انھیں سے تقسیم کردہ کھانا ملتا۔

کوئی شخص یہاں پر شک کرتے ہوئے یہ سوال کر سکتا ہے کہ کیا بابا سبزی والا اور گوشت والا کھانا یکساں طور پر سب بھگتوں میں تقسیم کرتے تھے؟ اس کا سیدھا اور سادہ

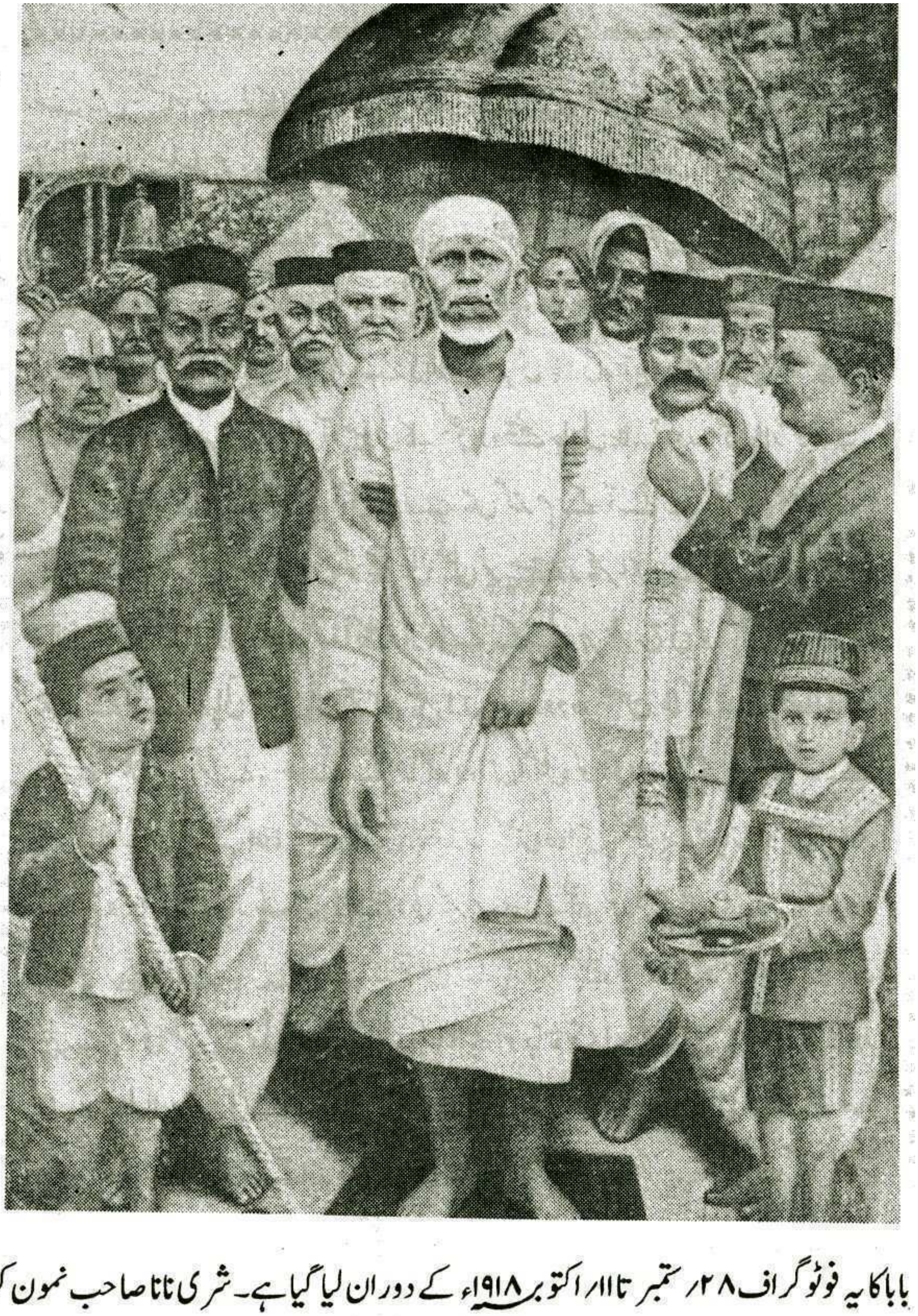

باباکا یہ فوٹو گراف ۲۸/ ستمبر تا ۱۱/ اکتوبر ۱۹۱۸ء کے دوران لیا گیا ہے۔ شری نانا صاحب نموں کر (Nana Sahib Nimonkar) باباکا دایاں ہاتھ پکڑے ہیں۔ گوپال راو بھوٹے بایاں ہاتھ پکڑے ہیں۔ بوگ۔جی شنڈے چھتری لے کر بابا کے ساتھ ہیں۔ اس کے علاوہ وہ نصیب والے ہیں جو بابا کے روبرو کھڑے ہیں۔

سائی بابا کی عنایت ان کو ملتی ہے جو ان کو پانے کی جستجو کرتا ہے۔

سخاوتوں یادانوں میں سے کھانا کھلانا سب سے بہتر تصور کیا گیا ہے۔ دوپہر کو جب ہمیں کھانا نہیں ملتا تو ہم بہت پریشان ہوتے ہیں۔ دوسرے لوگ بھی ان حالات میں ایسا ہی محسوس کرتے ہیں۔ یہ کو جان کر جو شخص غریب یا بھوکے کو کھانا کھلاتا ہے وہ سب سے بہتر دانی یا سخی یا دینے والا ہے۔ تیتریہ اپنشد کہتا ہے: غذا برہم ہے۔ غذا سے ہی سارے جاندار پیدا ہوتے ہیں اور پیدا ہونے کے بعد اسی سے زندہ رہتے ہیں اور پھر یہاں سے جانے کے بعد ہم پھر خوراک ہی کا حصہ بنتے ہیں"۔ جب کوئی بن بلائے مہمان دوپہر کے وقت ہمارے دروازے پر آتا ہے تو یہ ہمارا لازمی فرض بن جاتا ہے کہ ہم اس کا استقبال کرتے ہوئے اسے کھانا کھلائیں۔ دان کی دوسری قسمیں یعنی دولت، جائیداد یا کپڑے دینا وغیرہ ہے۔ اس کے لیے کچھ امتیاز کرنے کی ضرورت ہے لیکن جہاں تک خوراک کا تعلق ہے اس طرح کی کسی بات پر دھیان دینے کی ضروت نہیں چاہے کوئی بھی شخص دوپہر کو ہمارے دروازے پر آئے ہمیں فوراً اسے کھانا کھلانا چاہیے اور اگر لنگڑے، معذور، اندھے اور بیماری کے مارے کنگال آئیں انھیں پہلے کھانا کھلانا چاہیے اور ٹھیک ٹھاک جسم رکھنے والے یا ہمارے رشتے داروں کو بعد میں کھانا کھلانا چاہیے۔ آخر الذکر کے مقابلے میں اول الذکر کو پہلے کھانا کھلانے کے بہت زیادہ فائدے ہیں۔ جس طرح چاند کے بغیر ستارے مرکزی میڈل کے بغیر ہار، کنگرے کے بغیر تاج، کمل کے بغیر تالاب، محبت کے بغیر بھجن، کم کم کی بندی کے بغیر شادی شدہ عورت، میٹھی آواز کے بغیر گانا یا، مکھن نمک کے بغیر نامکمل ہیں جس طرح دال کا شوربا دوسری تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ اسی طرح "ان دان" تمام خوبیوں سے بہتر ہے۔ آیئے اب دیکھیں کہ بابا کس طرح کھانا تیار کر کے دوسروں میں تقسیم کرتے تھے۔

یہ بات پہلے بھی کہی جا چکی ہے کہ بابا کو اپنے لیے بہت ہی کم خوراک درکار ہوتی تھی۔ اور اسے چند گھروں سے بھیک مانگ کر حاصل کیا جاتا تھا۔ لیکن جب وہ کھانے کو

اکتیسواں باب

[(1)بابا کی ہانڈی (2)زیارت کی بے ادبی(3) تبرک کی تقسیم4) مٹھے کا پرشاد۔]

پچھلے باب میں ہم نے بابا کے چاوڑی کے جلوس کو بیان کیا۔اس باب میں ہم بابا کی ہانڈی اور کچھ دیگر چیزوں کا ذکر کریں گے۔

ابتدائیہ

اے ست گورو سائی ہم تمہارے سامنے سر جھکاتے ہیں جس نے ساری دنیا کو خوشی عطا کی ہے، اپنے بھگتوں کی بہبودی کا خیال رکھا ہے اور ان لوگوں کے دکھوں کا سد باب کیا ہے، جنھوں نے خود کو آپ کے قدموں پر نچھاور کر دیا ہے۔ آپ نے لوگوں کی بھلائی کے لیے اس دنیا میں جنم لیا ہے۔جو برہم کے سانچے میں صاف و شفاف ذات کا سیال ڈھالا گیا ہے جس میں سے سائی نما کا موتی بر آمد ہوا۔ سائی بذاتِ خود آتمارام ہے وہ مکمل الوہی خوشی کا مسکن ہے۔ زندگی کی ساری چیزیں فانی جان لینے کے بعد اس نے اپنے بھگتوں کو آزاد کیا اور اُنہیں بھی خواہشات سے عاری کر دیا ہے۔

بابا کی ہانڈی

مختلف جگوں (زمانوں) کے لیے ہماری مقدس کتابوں میں مختلف سادھنائیں مخصوص کی گئی ہیں۔ست جگ کے لیے تپ تریتا جگ کے لیے گیان، دواپر جگ کے لیے قربانی اور موجودہ جگ یعنی کل جگ کے لیے دان کی ہدایات دی گئی ہیں۔ تمام